10081- مسلمان کا کام ہی برائی روکنا ہے

سوال

ایک حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :
(تم میں سے جو بھی برائی دیکھے تو وہ اسے اپنے ہاتھ سے روکے اگر اس کی طاقت نہ ہو تو زبان سے روکے اور اگر اس کی بھی طاقت نہیں تو دل سے روکے اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے)
اور ایک دوسری حدیث میں ہے جس سے آپ کا تعلق نہ ہو اسے ترک کردو ۔
تو ہم کس برائی کا انکار کریں اور روکیں اور کس کو نہ روکیں ؟
اگر میں کسی اسلامی ملک میں کوئی اخلاقی برائی مثلا نوجوان لڑکے اور لڑکیوں کا میل جول وغیرہ دیکھوں تو کیا میں انہیں روکوں حالانکہ مجھے علم ہے کہ وہ میری بات نہیں سنیں گے ؟ یا پھر میں اوپر محکمہ والوں کو اس کی اطلاع دوں ؟

پسندیدہ جواب

اول :

جس چیز کا بھی شریعت میں ثبوت ملتا ہے چاہے وہ آیات ہوں یا احادیث ان کا آپس میں کوئی تعارض نہیں ، اس لیے کہ وہ سب کی سب اللہ تعالی کی طرف سے وحی ہیں ۔

اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

{اگر یہ اللہ تعالی کے علاوہ کسی اور کی طرف سے ہوتا تو یقینا اس میں بہت کچھ اختلاف پاتے }. النساء (82) ۔

اور اگر کوئی تعارض پیدا بھی ہو تو وہ ہماری عقلوں اور سمجھ میں ہے نہ کہ شرعی نصوص میں ، اور اسی بنا پر علماء کرام نے مشکل نصوص کو بیان کرنے کا زیادہ اہتمام کیا ہے اور کچھ لوگوں کے ذھنوں میں پیدا ہونے والے بعض نصوص کے تعارض کا ازالہ بھی کیا ہے ۔

اور سوال میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے اس میں بھی الحمد للہ کوئی تعارض نہیں ۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

(تم میں سے جو بھی برائی دیکھے تو وہ اسے اپنے ہاتھ سے روکے اگر اس کی طاقت نہ ہو تو زبان سے روکے اور اگر اس کی بھی طاقت نہیں تو دل سے روکے اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے) صحیح مسلم حدیث نمبر (49) ۔

اور دوسری حدیث میں فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :

(آدمی کے حسن اسلام میں سے ہے کہ وہ ایسی چیز کوترک کردے جس کا اسے کوئی فائدہ اور تعلق نہ ہو(یعنی لایعنی چیزیں)) سنن ترمذي حدیث نمبر(2317) سنن ابن ماجہ حدیث نمبر(3976) حافظ ابن قیم رحمہ اللہ تعالی نے الجواب الکافی ص(12) میں اسے صحیح قرار دیا ہے ۔

توان دونوں حدیثوں میں کوئی کسی قسم کا تعارض نہیں پایا جاتا ۔

لھذا شریعت کے لیے یہ کسی بھی حال میں ممکن نہیں کہ ایک ہی وقت میں برائی دیکھنے والے کوبرائی روکنے کا حکم دے اوراسی وقت یہ بھی کہے کہ افضل اور بہتر یہ ہے کہ اسے روکنا ترک کردے ۔

توپہلی حدیث کی حالت دوسری حدیث سے مختلف ہے ۔

اورمندرجہ ذیل آیت سے بھی لوگ ایسا ہی سمجھے تھے :

اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

{اے ایمان والو!اپنی فکر کروجب تم راہ راست پر چل رہے ہو توجو شخص گمراہ رہے اس سے تمہارا کوئی نقصان نہیں}المائدۃ(105)۔

توابوبکرصدیق رضی اللہ تعالی عنہ لوگوں کواس کے صحیح معنی کی طرف راہنمائی فرمائی اوربعد میں علماء کرام رحمھم اللہ تعالی نے بھی اسے بیان کیا

ابوبکرصدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا :

اے لوگو!تم یہ آیت پڑھتے ہو:**{اے ایمان والو!اپنی فکر کروجب تم راہ راست پر چل رہے ہو توجو شخص گمراہ رہے اس سے تمہارا کوئی نقصان نہیں}**

اورمیں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ فرمارہے تھے :

جب لوگ ظالم کودیکھیں اوراس کے ہاتھ کونہ پکڑیں (یعنی ظلم کو نہ روکیں) توقریب ہے کہ اللہ تعالی ان سب پر عمومی سزانازل کردے ۔

سنن ترمذی حدیث نمبر(2168) سنن ابوداود حدیث نمبر(4338) سنن ابن ماجہ حدیث نمبر(4005) اوراس حدیث کوامام ترمذي اورابن حبان رحمہما اللہ تعالی نے صحیح قرار دیا ہے ۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالی اس آیت کے فوائد بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں :**{اے ایمان والو!اپنی فکر کروجب تم راہ راست پر چل رہے ہو۔۔}**

پانچواں :

امربالمعروف اورنہی عن المنکر کا کام اس طرح کرنا چاہیے جس طرح کہ مشروع ہے جس میں علم ونرمی اورصبر اورحسن مقصد کارفرما ہونا چاہیے ، اوردرمیانہ راہ اختیار کرنا چاہیے اس لیے کہ یہ سب کچھ اللہ تعالی کے فرمان :**{اے ایمان والو!اپنی فکر کرو}**

اوراس فرمان میں **{جب تم راہ راست پر ہو}** شامل ہے ۔

تواس آیت سے یہ پانچ فائدے اس شخص کے لیے حاصل ہوتے ہیں جوامر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا مامور ہے ۔

اوراس میں ایک اور معنی بھی پایا جاتا ہے :

وہ یہ کہ آدمی کو علمی اور عملی اعتبار سے اپنی مصلحت کو مدنظر رکھنا چاہیے اور جس چیز سے اس کا کوئی تعلق ہی نہیں اس سے (مالایعنی چیزوں سے) اعراض کرنا چاہیئے جیسا کہ صاحب شریعت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے :

(آدمی کے حسن اسلام میں سے ہے کہ وہ بے فائدہ چیزوں سے اعراض کرے)

اورخاص کرفضول چیزوں سے اعراض کرے جس میں انسان کے دین ودنیا کے اعتبار سے کوئی ضرورت ہی نہیں اورپھر خاص کر حاسدانہ اورافسری وسرداری کے لیے بات چیت ہو۔ مجموع الفتاوی (482/14) ۔

اورایک دوسری جگہ پر شیخ الاسلام رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں :

مومن شخص پر ضروری تو یہ ہے کہ وہ اللہ کے بندوں کے بارہ میں اللہ تعالی کا تقوی اختیار کرے اورانہیں ھدایت دینا تواس کے ذمہ نہیں ہے اللہ تعالی کے مندرجہ ذیل فرمان کا معنی بھی یہی ہے :

.{اے ایمان والو! اپنی فکر کرو جب تم راہ راست پر چل رہے ہو تو جو شخص گمراہ رہے اس سے تمہارا کوئی نقصان نہیں}.

تواھتداء اس وقت پوری ہوتی ہے جب واجب کوادا کردیا جائے اس لیے جب مسلمان شخص اپنے اوپر دوسرے واجبات کی طرح امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے واجب کو بھی ادا کرے تو گمراہ ہونے والی کی گمراہی اسے کوئی نقصان نہیں دیتی ۔

اور نہی عن المنکر کا کام کبھی تودل سے اور کبھی زبان سے اور کبھی ہاتھ سے ہوتا ہے ، بلکہ دل کے ساتھ تو برائی کو ہر وقت روکنا چاہیے اس لیے کہ اس کے کرنے سے کوئی ضرر نہیں ہوتا اور جو یہ کام دل کے ساتھ بھی نہیں کرتا وہ مومن ہی نہیں ہے جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

(اوردل کے ساتھ برائی روکنا ایمان کا کمزور ترین حصہ ہے) دیکھیں مجموع الفتاوی (28/126–128) ۔

تواس سے یہ پتہ چلا کہ برائی پر انکار اوراسے روکنا مسلمان کا کام ہے اوراسے کا اس حکم بھی دیا گیا ہے اس لیے اسے حسب استطاعت اور مصلحت شرعیہ کے مطابق نہی عن المنکر کا کام کرنا چاہیے ۔

اوروہ چیز جولایعنی ہوتی ہے وہ نہ تو واجب ہے اور نہ ہی مستحبات میں ہی شامل ہے ۔

ذیل میں ہم اس حدیث (آدمی کے حسن اسلام میں سے ہے کہ وہ لایعنی چیزوں سے پرہیز کرے) کے بارہ میں علماء کرام رحمھم اللہ کے اقوال نقل کرتے ہیں :

ا– شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالی کا کہنا ہے :

(مسلمان) کو حکم ہے کہ وہ یا تو خیر و بھلائی کی بات کرے یا پھر خاموش رہے ، تو اگر وہ اس خاموشی سے جس کا اسے حکم دیا گیا ہے ہٹ کر فضول باتوں میں لگتا ہے جس میں کوئی خیر و بھلائی کی بات نہیں تو اس کا اسے گناہ ہوگا اس لیے کہ یہ مکروہ ہے اور مکروہ اس میں کمی کرے گا ۔

اسی لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے :

(آدمی کے حسن اسلام میں سے ہے کہ وہ لایعنی چیزوں سے پرہیز کرے)

تو جب وہ ایسی چیز میں جا پڑتا ہے جس کا اسے کوئی فائدہ نہیں اور اس سے اس کا تعلق بھی نہیں تو اس کے حسن اسلام میں کمی واقع ہوتی ہے ۔ دیکھیں مجموع الفتاوی (7/49–50) ۔

ب–حافظ ابن قیم رحمہ اللہ تعالی کا قول ہے :

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی کلمہ میں پریزگاری و ورع کو جمع کرتے ہوئے فرمایا :

(آدمی کے حسن اسلام میں سے ہے کہ وہ لایعنی چیزوں سے پرہیز کرے)

تو اس میں ہر وہ کلام ، اور نظر اور سننا پکڑنا اور چلنا اور سوچ و بچار اور سب ایسی ظاہری اور باطنی حرکات شامل ہیں جس میں کوئی فائدہ نہیں تو اس طرح یہ کلمہ تقوی ورع میں کافی وشافی ہے ۔

ج–ابراھیم بن ادھم رحمہ اللہ تعالی عنہ کا قول ہے :

ورع یہ ہے کہ ہر شبہے کو ترک کردیا جائے اور سب فضولیات کو ترک کرنا ترک مالایعنی ہے ۔

اور سنن ترمذی میں بنی صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعا موجود ہے کہ :

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوھریرہ رضی اللہ تعالی عنہ کو فرمایا : تم تقوی و ورع اختیار کرنے والے بن جاؤ تو سب سے زیادہ عبادت گزار بن جاؤ گے ۔ دیکھیں مدارج السالکین (2/21) ۔

د–اور ابن رجب حنبلی رحمہ اللہ تعالی عنہ کا قول ہے :

ترک مالایعنی یہ ہے کہ : ہر قسم کے مشتبھات ، اور مکروھات ، اور فضول قسم کے مباحات جن کی کوئی ضرورت نہیں ہے انہیں ترک کردیا جائے ، اس لیے کہ جب مسلمان کا اسلام کامل ہو اور احسان کے درجہ تک جا پہنچے تو ان سب اشیاء کی کوئی ضرورت نہیں اور یہ سب کچھ مالایعنی میں شامل ہیں ۔

اور مالایعنی سے اکثر طور پر مراد یہ لیا جاتا ہے کہ لغو فضول قسم کی گفتگو سے زبان کو محفوظ رکھا جائے ۔ دیکھیں جامع العلوم والحکم (1/309-311) ۔

ھ–امام زرقانی رحمہ اللہ تعالی عنہ کا قول ہے :

بعض کا کہنا ہے کہ : لایعنی میں یہ بھی شامل ہے کہ : علوم میں جو اہم نہیں انہیں سیکھنا اور اس سے بھی اہم کو ترک کردینا یہ مالایعنی میں شامل ہوتا ہے ، مثلا کوئی اس علم کو سیکھنا چھوڑ دے جس میں اس کے اپنے آپ کی اصلاح ہے اور ایسا علم حاصل کرتا پھرے جس سے دوسروں کی اصلاح ہوتی ہو جیسے علم جدل ہے ۔

اوراس میں وہ عذر یہ پیش کرے کہ میری نیت ہے کہ لوگوں کو نفع پہنچایا جائے ، تواگروہ اس بات میں سچا ہوتا تو وہ ایسا علم سیکھنے سے ابتدا کرتا جو سب سے پہلے اس کے اپنے دل کی اصلاح کرتا اوراس سے غلط اورمذموم قسم کی صفات کو خارج کرتا ۔

مثلا : حسد و بغض ، ریاکاری اوردکھلاوا ، اوراپنے دوست واحباب پر رعب جمانا اوراپنے آپ کو بڑا سمجھنا اوردوسری مہلک قسم کی صفات ۔

ابن عبدالبر رحمہ اللہ تعالی کا قول ہے :

یہ حدیث جامع کلام پر مشتمل ہے اوربہت ہی کم الفاظ میں بہت ہی زیادہ اورجلیل معانی جمع کردیے گئے ہیں اوریہ ایسی کلام ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل کسی نے بھی نہیں کہی ۔ شرح الزرقانی (317/4) ۔

و-شیخ مبارکپوری رحمہ اللہ تعالی کا قول ہے :

ملاعلی قاری نے ترک مالایعنی کے معنی میں کہا ہے :

یعنی جوکام قول اورفعل اورنہ ہی نظریاتی اورفکری لحاظ سے اس کے لائق نہ ہو ۔

اوران کا یہ بھی کہنا ہے کہ : مالایعنی کی حقیقت یہ ہے کہ : جوچیزاسی دینی اوردنیاوی ضرورت نہ ہواورنہ ہی اسے اس کے رب کی رضا میں کوئی نفع دے سکے ، دوسرے لفظوں میں اس طرح کہ جس کے بغیر اس کی زندگی ممکن ہو ۔

اوراس کے بغیر بھی اس کی حالت مستقیم رہے ، اوریہ چیز زائد افعال اورفضول اقوال پر مشتمل ہے ۔ دیکھیں : تحفۃ الاحوذی (500/6) ۔

دوم :

اورآپ کے منع کرنے والی ہر وہ چیز ہے جس کی شریعت اسلامیہ نے قباحت بیان کی ہے اوراس کے کرنے والے کے برے انجام کا بھی ذکر کیا ہے مثلا :

زناکاری وبدکاری ، سودخوری ، کسی حرام کردہ چیز کی طرف دیکھنا ، اورحرام کردہ کوسننا ، داڑھی منڈانا ، سلوار ٹخنوں سے نیچے لٹکانا ، قطع رحمی کرنا ، اوردین میں بدعات ایجاد کرنا ، وغیرہ ۔

اورنہی عن المنکر میں یہ شرط نہیں کہ وہ صاحب سلطہ اورطاقت ہی ہوتا کہ اس برائی کو ہاتھ سے روک سکے ، اورنہ ہی اس میں عالم ہونے کی شرط ہے تاکہ اس برائی کو زبان سے منع کرسکے ، بلکہ صرف اتنا ہی کافی ہے کہ اسے اس برائی کوروکنے کی قدرت ہواوراس کے منع کرنے سے کوئی اس انکار سے بڑھ کر کوئی فساد اوریا بڑي برائی پیدا ہونے کا خدشہ نہ ہو ، اس یہ ہی کافی ہے کہ آپ کو علم ہوکہ یہ کام اسلام میں منع ہے توآپ کو اسے اپنی زبان سے منع کردیں ۔

اوررہا مسئلہ دل کے ساتھ برائی روکنے کا تو وہ اس طرح ہے کہ آپ اس برائی سے بغض رکھیں اوراس برائی والی جگہ سے اٹھ جائیں ۔

سوم :

اورآپ نے سوال میں جو یہ پوچھا ہے کہ کچھ برائیوں کے دیکھنے کے بعد کیا میں اسے خودروکوں یا کہ حکومتی اداروں کو مطلع کروں ؟

تواس کا جواب یہ ہے کہ :

یہ برائی اور برائی کرنے والے کے لحاظ سے ہے ، اگر آپ ایسے شخص سے کوئی برائی دیکھیں جسے مہلت دینا مناسب نہ ہو حتی کہ آپ اس کے بارہ میں حکومتی ادارے کو مطلع کریں ، تو اس صورت میں آپ پر واجب ہے کہ آپ وقت کی بچت کرتے ہوئے اسے روکیں تا کہ برائی کرنے والا بھاگ نہ جائے ۔

اور اگر برائی بہت بڑی اور عظیم ہو جسے صرف آپکا روکنا اور بدلنا ممکن نہیں تو پھر آپ حکومتی اداروں تک اطلاع پہنچائیں ۔

مقصد یہ ہے کہ وہ برائی ختم ہونی چاہیے چاہے وہ آپ کے ہاتھ سے ختم ہو یا کسی اور کے ہاتھ سے تو اگر اپنے ہاتھ سے نہیں روک سکتے تو پھر زبان سے روکیں آپ کو یہ نہیں سوچنا چاہیے کہ وہ سنتے ہیں یا آپ سے اعراض کرتے ہیں بلکہ آپ پر تو صرف اس کی تبلیغ ہے ۔

اور ہوسکتا اللہ تعالی آپ کی کلام کی بنا پر ان میں سے کسی ایک کے دل میں ھدایت ڈال دے ، اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ شیطان آپ کے ذھن میں یہ دلیل ڈالے کہ وہ تو آپ کی بات ہی نہیں سنیں گے اس لیئے آپ برائی کو نہ روکیں

واللہ اعلم .